علم نحو کی اہم تصنیف

مغنی اللبیب
ایک تعارف

از جناب عبدالمالک ندوی صاحب ریسرچ فیلو شعبہ عربی اے ایم یو علی گڑھ

وہ علماء جن کی شخصیت مسلمانوں کی علمی تاریخ کی روشنی میں بڑی جامع سمجھی جاتی ہے، جنہیں علوم و فنون میں عالمانہ بصیرت اور بالغ نظری حاصل تھی، جنہوں نے بیشتر علوم وفنون پر مجتہدانہ کتابیں لکھی ہیں، جن کی کتابوں کو عربی زبان وادب میں مصدر اور اساس کی حیثیت حاصل ہے، ان میں مغنی اللبیب کے مصنف ابن ہشام[1] بھی ہیں جنہوں نے اپنی اس کتاب اور اس طرح کی دوسری تصنیفات کی بنا پر ابن خلدون کو اپنی شہرۂ آفاق مقدمہ میں "انحی من سیبویہ" کہنے پر مجبور کردیا۔ علامہ بدرالدین دمامینی نے ایک واقعہ نقل کیا ہے جس سے ابن خلدون کا صاحب کتاب سے غیر معمولی تاثر کا اندازہ ہوتا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ میں ایک دن اپنے شیخ قاضی القضاۃ ولی الدین ابن خلدون کی مجلس میں تھا اور وہ بڑی وارفتگی کے عالم میں ابن ہشام کی تعریف کر رہے تھے، اتفاق سے اس مجلس میں ابن ہشام کے صاحبزادے شیخ محب الدین بھی موجود تھے، ابن خلدون نے ان سے کہا کہ آج اگر سیبویہ زندہ ہوتے تو ان کے لیے تمہارے والد کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کے علاوہ کوئی چارہ نہ ہوتا، شیخ محب الدین نے جواب دیا کہ میرا خیال ہے کہ اگر میرے والد نے سیبویہ کی "الکتاب" کو سمجھ لیا ہے تو یہی ان کے لیے باعث شرف ہے[2]

ابن ہشام کثیر التصانیف علماء میں سے ہیں، کثرت تصنیف اور حسن تصنیف دونوں ان کی اہم خصوصیات

---

[1] ان کی علمی و ادبی شخصیت پر خاکسار کا مقالہ "علم نحو کا امام ابن ہشام" ماہنامہ دارالعلوم دیوبند ماہ اگست ۱۹۶۱ء کے شمارے میں ملاحظہ کیجئے۔ [2] شرح الامیر ۲/۲۶

ہیں ان کی تصنیفات میں متعدد کتابیں اس کی مستحق ہیں کہ ان کا مفصل تعارف کرایا جائے اور ان کے مضامین اور فوائد کی تلخیص کی جائے لیکن اس کے لیے ایک مستقل تصنیف درکار ہے ہم یہاں تعارف و تبصرہ کے لیے ان کی جلیل القدر تصنیف "مغنی اللبیب عن کتب الاعاریب" کا انتخاب کرتے ہیں، اس لیے کہ ان کی تصنیفات میں علمی حیثیت سے یہ تصنیف اس کی مستحق ہے کہ اس کا مفصل تعارف اور تبصرہ پیش کیا جائے، یہ کتاب کئی مرتبہ چھپ چکی ہے، طہران میں سب سے پہلے ۱۲۷۴ھ میں اور پھر مصر سے ۱۳۰۲ھ، ۱۳۰۷ھ اور ۱۳۱۷ھ میں شائع ہوئی، پھر شیخ محمد محی الدین عبدالحمید نے اس کتاب کو ایڈٹ کیا، دوبارہ مازن المبارک اور علی محمد اللہ نے سعید الافغانی کے زیر نگرانی اس کو ایڈٹ کیا اور ۱۳۸۴ھ میں بیروت سے زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آئی۔

جس چیز نے ابن ہشام کو اس کتاب کی تصنیف پر آمادہ کیا وہ ان کی کتاب "الاعراب عن قواعد الاعراب" کی غیر معمولی مقبولیت ہے جس کو ابن ہشام نے مغنی کے انداز پر پہلی مرتبہ ۷۴۹ھ میں مکہ مکرمہ میں تصنیف کی تھی، مگر پھر سفر مصر کے دوران وہ کتاب کھو گئی، چنانچہ ابن ہشام جب دوبارہ مکہ مکرمہ کی زیارت سے بہرہ ور ہوئے تو اس دوران ۷۵۶ھ میں دوبارہ اس کتاب کی تصنیف کی طرف متوجہ ہوئے چنانچہ کہتے ہیں قد کنت فی عام ۷۴۹ انشأت بمکة کتاباً فی الاعراب، ثم اننی اصبت به وبغیره فی منصرفی الی مصر ولما من الله علی فی عام ۷۵۶ بمعاودة حرم الله والمجاورة فی خیر بلاد الله شمرت عن ساعد الاجتهاد ثانیاً واستأنفت العمل لا کسلا ولا متوانیا ووضعت هذا التصنیف، وتتبعت فیه مقفلات مسائل الاعراب فافتتحتها، ومعضلات یستشکلها الطلاب فاوضحتها ونقحتها واغلاطا وقعت لجماعة من المعربین وغیرهم فنبهت علیها واصلحتها الخ

یہ کتاب حروف (ادوات) کے معانی، جملہ اور شبہ جملہ کی حالت، احکام اعراب کی توضیح و تشریح اور نحویوں کے درمیان مروجہ غلطیوں کی تصحیح پر ایک دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔

مغنی اللبیب کے مشتملات: ابن ہشام نے اپنی کتاب (مذکور) کو آٹھ قسموں میں تقسیم کیا ہے، پہلی قسم میں انہوں نے مفردات کی ترتیب حروف تہجی کے اعتبار سے دی ہے، پہلے حرف کو دوسرے پھر تیسرے حرف سے مرکب کر کے اور ایسے ہی ہر حرف کا علیحدہ علیحدہ ذکر، اس کے معنی استعمال کے مختلف وجوہ کی وضاحت کے ساتھ ساتھ آیات، احادیث، اشعار اور کلام عرب سے دلیلیں پیش کرتے ہوئے اس کے متعلق علماء فن کی آراء بھی زیر بحث لاتے ہیں اور پوری دیانتداری

کے ساتھ ہر رائے کی نسبت صاحب رائے کی طرف کرتے ہیں، وہ صرف علماء کے منقولات اور ان کے اقوال ہی پر اکتفاء نہیں کرتے بلکہ خود ان کی بھی ایک رائے ہوتی ہے، جس کو وہ پیش کرتے وقت اس کی صحت پر دلیلیں قائم کرتے ہیں اور اس رائے سے تعارض کرنے والے کوفہ وبصرہ کے نحویوں کی رایوں کا معقول جواب دیتے ہوئے ان کی غلطی ثابت کرتے ہیں۔

علامہ موصوف کی شخصیت اس وقت اور زیادہ مشہور و معروف ہوگئی جب انہوں نے ابوحیان کی تفسیر پر تنقید کی اور زمخشری کی تفسیر کا رد اس انداز سے کیا کہ اپنی حجت قاطعہ سے ان کی رایوں کو باطل کردیا۔ اس کو علامہ کی بے باکی اور جرأت نہیں تو اور کیا کہا جائے گا کہ جس طرح انہوں نے ابن عصفور، ابن السراج، ابن مالک، ابن خروف اور اخفش جیسے نحویوں کی کو بے سند بتایا ہے اسی طرح انہوں نے ابن خالویہ کو بھی معمولی درجہ کے نحویوں میں شمار کیا ہے، قسم اوّل میں مفردات کی یہ خاص بحث نصف سے زائد کتاب تک پھیلی ہوئی ہے

دوسری قسم: اس میں خصوصیت سے جملوں سے بحث کی گئی ہے، جس میں جملوں کی تفسیر اور صغریٰ وکبریٰ میں اس کی تقسیم کا ذکر ہے، پھر ایسے سات جملوں کا ذکر ہے جن پر اعراب نہیں آتے یا وہ محل اعراب نہیں ہوتے، اور دوسرے خاص طرح کے ایسے سات جملے جو محل اعراب ہوتے ہیں زیر بحث لائے گئے ہیں اور آخر میں معرفہ ونکرہ کے احوال بتانے کے بعد جملے کے احکام بتائے گئے ہیں۔

تیسری قسم: اس میں ان احکامات کا ذکر ہے جو جملہ سے کسی درجہ مشابہ ہوتے ہیں جیسے ظرف، جار مجرور اور ان سے متعلق احکامات۔

چوتھی قسم: اس چیز کے بیان میں ہے جس کے ذریعہ اسم اور خبر، فاعل ومفعول، عطف بیان اور بدل، اسم فاعل اور صفت مشبہ، حال اور تمیز کی صحیح پہچان اور ان کے درمیان فرق و امتیاز کا علم حاصل ہوتا ہے، نیز حال کے اقسام، اسمائے شرط و استفہام کے اعراب، ابتداء بالنکرہ کی خصوصیات، عطف کے اقسام، عطف الخبر علی الانشاء، جملہ اسمیہ کا عطف جملہ فعلیہ پر، جملہ فعلیہ کا عطف اسمیہ پر، دو عامل کا عطف دو معمولوں پر، نیز ان مواضع کا ذکر جن میں ضمیر کا لوٹنا لفظاً اور رتبۃً متأخر ہو اور ان ضمیروں کا حال جن کو بطور فصل متعین کیا گیا ہو، جملہ کے روابط، اس کی ضمیر کے ساتھ اور اسم کے وہ امور جو اضافت سے پیدا ہوتے ہیں اور وہ امور جن کے ساتھ صرف فعل ہی لازم آتا ہے، اور ایسے ہی وہ امور جن سے فعل لازم کو متعدی بنایا جاتا ہے، یہ تمام مباحث پوری تفصیل کے ساتھ اس قسم میں مذکور ہیں۔

پانچویں قسم: یہ قسم ان مباحث پر مشتمل ہے کہ کہاں کہاں مقتضیٰ ظاہر اور صحت معنی کی رعایت ملحوظ ہوگی، ایسے اس چیز کی عدم تخریج جس کا ثبوت عربی قواعد وضوابط سے نہ ہوتا ہو یا وہ امور بعیدہ

کی تخریج یا مبتدا کے ابواب میں بعض محتمل الفاظ کا عدم استعمال، کان اور اس کی جگہ استعمال ہونے والے افعال، مشابہ منصوبات یا وہ منصوبات جو مصدر یا مفعول ظرف یا مفعول بننے کا احتمال رکھتے ہوں، اور وہ مفعول بہ مفعول معہ جو استثنار بننے کا احتمال رکھتے ہوں اور ایسے ہی وہ حال جو تمیز بننے کا اور وہ فاعل اور مفعول جو حال بننے کا احتمال رکھتے ہوں، فعل اسم موصول، توابع اور حروف جو وغیرہ کا اعراب پھر مفرد مسائل کا ذکر کرتے ہوئے ان شرطوں کا بیان ہے جو کہیں تو لازم آتا ہے اور کہیں اس کے برعکس۔

چھٹی قسم: یہ باب نحویوں کے درمیان رائج غلطیوں اور اس کی حقیقت کی جانب نشاندہی کرتی ہے

ساتویں قسم: اعراب کی کیفیت سے متعلق ہے۔

آٹھویں قسم: جو کتاب کا آخری باب ہے اس میں ایسے کلیات کا ذکر ہے جن سے بیشمار جزئیات کا استخراج کیا جا سکتا ہے، اس باب میں گیارہ قواعد کلیہ مذکور ہیں، اور ہر قاعدے میں بیشمار مثالیں اور شواہد بیان کیے گئے ہیں۔

مغنی اللبیب کی امتیازی خصوصیات

مغنی اللبیب کی تصنیف ایک بالکل نئے انداز کی ہے، اس کی ترتیب ان تمام کتابوں کی ترتیب سے کہیں زیادہ بہتر ہے جو عربی زبان میں فن نحو پر لکھی گئیں اور انہیں امہات کتب کہا گیا، اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں ہر بات کو بہت ہی واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے، عربی زبان و بیان کے تمام مسائل نیز اعراب کا علم شامل کتاب ہے، بایں ہمہ کتاب ایسے تکرار سے پاک ہے جو سقم و عیب کا باعث ہوتے کے ساتھ قاری کی طبیعت میں انقباض و تکدر پیدا کرتے ہیں ابن ہشام کہتے ہیں کہ جب میں نے کتب اعراب کو ذرا غور سے دیکھا تو وہ اسباب جو ان کی طوالت کے مقتضی ہوتے نہیں تھے۔

(۱) کثرت تکرار ہے جس کی وضع قوانین کلیہ کی افادیت کے لیے نہیں بلکہ جزئی صورتوں پر کلام کرنے کے لیے ہوتی ہے، لہٰذا آپ دیکھیں گے کہ لوگ (ان کتابوں کے مصنفین) کسی خاص ترکیب پر کلام کرتے ہیں پھر جہاں اس جیسی ترکیبیں دوبارہ آئیں وہاں انہوں نے پھر اسی بات کا اعادہ کیا۔ [۱]

(۲) مغنی اللبیب کی تبویب و ترتیب میں ابن ہشام کی ذاتی خود اعتمادی صاف طور پر دیکھی جا سکتی ہے جو ان کے علاوہ متقدمین نحویوں کے یہاں تقریباً مفقود ہے، اور مغنی اللبیب کی تالیف میں ان کا انداز نگارش گویا اپنے پیش رو نحویوں کی خامیوں، تحریر کی غلطیوں سے بچنے کی ایک کامیاب کوشش ہے۔

---

[۱] مغنی اللبیب ص۲۵ (مقدمۃ المؤلف)

(۳) ابن ہشام نے اپنی کتاب میں اپنے موقف کی وضاحت کے لیے قرآن کریم اور حدیث نبوی ؐ سے کثرت سے استشہاد کیا ہے ، انہوں نے خود مغنی کے مقدمہ میں اس بات کا اظہار کیا ہے کہ ان کا مقصد اس کتاب کی تالیف سے کلام اللہ اور حدیث نبوی کے افہام و تفہیم میں آسانی پیدا کرنا ہے ۔

(۴) اسی طرح انہوں نے اشعار سے بھی استدلال کیا ہے ، یہی وجہ ہے کہ علامہ سیوطی نے مغنی کے اشعار کی شرح کے لیے الگ ایک کتاب "شرح شواہد المغنی" تصنیف کی جو زیور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہے ۔

اسی طرح قرآنی آیات اور ادبی شہہ پاروں سے استشہاد کی کثرت کی وجہ سے کتاب کو ایک خاص امتیاز حاصل ہے ، اور وہ نحو اور اس کے قواعد میں جو روکھا پن پایا جاتا ہے اس میں تخفیف ہے چنانچہ جہاں مغنی اعرابی نکات کی توضیح و تشریح پر ایک جامع کتاب ہے وہیں اس کو ادب عالیہ میں ایک خاص مقام حاصل ہے ، میرے خیال میں شیخ احمد المعروف بالکاتب نے مغنی کے اختصار کا نام قراضۃ الذہب فی علمی النحو والادب" رکھ کر اسی حقیقت کا اعتراف کیا ہے ۔

(۵) اس کتاب میں ابن ہشام کا پرشکوہ انداز نگارش ان کی دوسری کتابوں کے طرز نگارش سے یکسر مختلف ہے ، اس کتاب کے اسلوب تحریر کو علمی اسلوب کے زمرے میں رکھا جا سکتا ہے جہاں متانت و سنجیدگی بھی ہے اور گہرائی و گیرائی بھی ، جو ان کی نثر میں تخلیقی عناصر کی شمولیت کا پتہ دیتی ہے ، یہی وجہ ہے کہ قاری کو اس کتاب سے مستفید ہونے کے لیے کافی غور و خوض سے کام لینا پڑتا ہے ۔

یہی وہ خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے اس کتاب کو مصنف کے زمانہ سے اب تک عالم اسلام کے علمی حلقوں میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے ۔

مغنی اللبیب کی شرحیں :

ابن ہشام کی تصنیف مغنی اللبیب سے عربی زبان و ادب ، سے دلچسپی رکھنے والا شاید ہی کوئی شخص ناواقف ہو ، کسی بھی تصنیف کی مقبولیت کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ اس پر شارحین و محشین کی ایک بڑی جماعت نے کام کیا ہو ، اس اعتبار سے "مغنی اللبیب" کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے کہ تقریباً پچیس علماء کبار نے اس کی شرح و تعلیق اور دیگر خدمات انجام دی ہیں ، ان میں ابو العباس احمد بن محمد الشمنی بدر الدمامینی ، شمس الدین المالکی ، علامہ جلال الدین السیوطی وغیرہ پایہ کے علماء و ادباء قابل ذکر ہیں ۔

مغنی اللبیب کے متعدد قلمی نسخے دنیا کے مختلف ملکوں مصر ، ترکی ، عراق ، حجاز ، یمن کے کتب خانوں میں پائے جاتے ہیں ، زمانہ تالیف پر کئی صدیاں گذر جانے کے بعد بھی لوگوں کی طلب اور توجہ میں کمی نہیں

آئی اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج کے دور میں بھی وہ علماء اور طلباء کے درمیان اسی طرح مقبول ہیں۔
مغنی اللبیب کی علماء و طلبہ کے درمیان عظمت و مقبولیت کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ابن ہشام کے نزدیک اس کتاب کی تالیف کا مقصد کسی امیر کی رضا و خوشنودی، بادشاہ کی قربت دینوی جاہ و منصب کا حصول، عطیہ، سلطان، خلعتِ شاہانہ یا انعام و اکرام حاصل کرنا نہیں تھا بلکہ وہ یہ احساس کرتے ہوئے کہ فہم قرآن و تشریح حدیث کی ایک بنیادی ضرورت اعراب کا علم ہے اور مسلمان دینی اعتبار سے اس علم کے حاجت مند ہیں، مغنی کی تصنیف پر آمادہ ہوئے، یہ مقصد مصنف کی اس عبارت سے صاف واضح ہے۔

فان اولیٰ ما تقترحه القرائح واعلیٰ ما تجنح الی تحصیله الجوانح ما تیسر به فهم کتاب المنزل، ویتضح به معنی حدیث نبیه المرسل فانهما الوسیلة الی السعادة الابدیة والذریعة الی تحصیل المصالح الدینیة والدنیویة واصل ذٰلك علم الاعراب الهادی الی صوب الصواب"

ذیل میں ہم ان کاوشوں کا مختصر سا جائزہ پیش کرتے ہیں جو زمانہ تالیف سے لے کر آج تک ان پر کیا گیا ہے۔

۱۔ شیخ تقی الدین ابی العباس احمد بن محمد الشمنی نے "المنصف من الکلام علی مغنی ابن هشام" کے نام سے اس کتاب کی شرح لکھی۔
۲۔ شیخ شمس الدین بن الصائغ الحنفی نے اس پر تعلیق تحریر کی اور اس کا نام "تنزیه السلف عن تمویه الخلف" رکھا۔
۳۔ علامہ بدر الدین الدمامینی نے ۸۲۸ھ میں اس پر تعلیق لکھی۔
۴۔ علامہ بدر الدین الدمامینی المصری نے ایک اور شرح لکھی جس کا نام "تحفة الغریب بشرح مغنی اللبیب" ہے جو ۸۱۸ھ میں مکمل ہوئی۔
۵۔ بدر الدین الدمامینی نے ایک دوسری شرح "ایضاح المتن" کے نام سے لکھنی شروع کی جس میں حرف فاء تک پہنچ پائے اور اسے مکمل نہیں کر سکے۔
۶۔ شمس الدین المالکی النحوی نے "کافی المغنی" کے نام سے تین جلدوں میں اس کی شرح لکھی۔
۷۔ علامہ سیوطی نے ایک حاشیہ بھی لکھا اور اس کا نام "الفتح القریب فی حواشی مغنی اللبیب" رکھا۔

۸۔ علامہ سیوطی نے مغنی اللبیب اور مغنی کے ان اشعار کی شرح کی جو انہوں نے بطور استشہاد پیش کیے ہیں

۹۔ احمد بن محمد الحلبی المعروف بابن اعلا نے ایک شرح لکھی۔

۱۰۔ شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن الزمردی (۸۷۶ھ) نے مغنی پر حاشیہ تحریر کیا۔

۱۱۔ مولی مصطفی بن پیر محمد المعروف بعزمی زادہ (۱۰۴۰ھ) نے بھی مغنی پر حاشیہ لکھا۔

۱۲۔ وحی زادہ رومی (۱۰۸۱ھ) نے چھ جلدوں میں مغنی کی شرح لکھی جن کا نام "مواہب الاریب" رکھا

۱۳۔ قاضی مصطفی انطاکی (۱۱۰۰ھ) نے شرح لکھی۔

۱۴۔ ابو النجا مصری نے "نظم المغنی" کے نام سے ایک کتاب لکھی اور پھر اس کی شرح لکھی۔

۱۵۔ نور الدین العلی المصری نے ایک شرح لکھی۔

۱۶۔ شیخ محمد بن عبدالمجید الشافعی السوسی نے "دیوان الادیب فی مختصر مغنی اللبیب" کے نام سے اس کتاب کا اختصار پیش کیا جو ۹۶۰ھ میں مکمل ہوئی۔

۱۷۔ البیجوری (۸۶۳ھ) نے مختصر لکھی۔

۱۸۔ شیخ احمد المعروف بالکاتب نے "قراضۃ الذھب فی علمی النحو والادب" کے نام سے اس کی مختصر لکھی اور صرف باء تک ہی لکھ پائے۔

۱۹۔ روض الدین حنبلی حلبی نے "مغنی الحبیب علی مغنی اللبیب" کے نام سے ایک شرح لکھی۔

۲۰۔ احمد بن محمد الرومی المعروف بآسیہ ملا المفوض (۱۱۰۱ھ) نے اس کی شرح لکھی۔

۲۱۔ نعمت امام الجزائری نے ایک شرح تحریر کی۔

۲۲۔ سید ابراہیم بن احمد بن محمد العیانی الیمنی (۱۱۰۱ھ) نے مغنی پر حاشیہ تحریر کیا۔

اس کثرت سے اس کتاب پر حواشی اور شروحات کا لکھا جانا اس کتاب کی اہمیت و مقبولیت اور اثر اندازی کی روشن دلیل ہے۔

مغنی اللبیب کی مقبولیت اور ماہرین فن کا اعتراف

ابن ہشام کے موافق و مخالف علماء نے جس کثرت سے کتاب پر شروح و حواشی تحریر کیے ہیں وہ اس امر کا زندہ ثبوت ہیں کہ یہ اعلیٰ درجہ کی کتاب ہے۔ چنانچہ ان کے معاصر علماء نے ان کے اس کارنامے کی عظمت کا بڑی فراخدلی سے اعتراف کیا ہے۔ ابن خلدون نے اپنی شہرۂ آفاق کتاب "العبر و دیوان المبتدا والخبر" میں علم نحو پر کلام کرتے ہوئے اس کتاب کی عمدگی اور مصنف کی مہارت فن کی شہادت ان الفاظ میں دی ہے "اب جب کہ اسلامی

دنیا کی آبادی روبزوال ہے اور اس کے ساتھ ساتھ صنائع وعلوم بھی روبہ تنزل ہیں، تو علم نحو بھی ختم ہوتا جارہا ہے، اس زمانہ میں ایک فاضل مصنف جمال الدین بن ہشام مصری کی المغنی نامی ایک تصنیف ہمارے ہاتھ لگی ہے، اس میں احکام اعراب مجمل ومفصل سب درج ہیں اور فاضل مصنف نے حروف مفردات اور جمل پر اچھی بحثیں کی ہیں اور تکرار شدہ باتوں کو اکثر ابواب نحو سے قلم زد کر دیا ہے اور اعراب قرآن کے نکتے ابواب وفصول کی شکل میں زیر بحث لاتے ہیں، اور تمام قواعد علیہ کو نظم وترتیب سے ضبط کیا ہے، غرض اس کتاب سے زبردست ذخیرۂ علمی ہمارے ہاتھ لگا ہے، اور اس سے اس امر کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ اس علم میں فاضل مصنف کا مرتبہ کس قدر بلند ہے۔" خلاصہ یہ کہ ان کی یہ تصنیف ان کا ایک عجیب کارنامہ ہے اور ان کی بے پناہ قابلیت اور علمی مہارت کی صحیح ترجمانی ہے۔

طاش کبریٰ زادہ نے اس کتاب کو فن نحو پر ایک مبسوط کتاب شمار کیا ہے جس میں ابن ہشام نے حسب ضرورت اختصار اور تفصیل سے کام لیتے ہوئے اعراب کے احکام کا احاطہ کیا ہے۔

بدر الدین الدمامینی نے کتاب سے متعلق اپنا تأثر ان اشعار میں بیان کیا ہے۔

ألا انما مغنی اللبیب مصنف جلیل بہ النحوی یحوی امانیہ

وما ھو الا جنۃ قد تزخرفت اما تنظروا الابواب فیہ ثمانیہ

ترجمہ: مغنی اللبیب ایک ایسی تصنیف ہے جس سے کبار نحویین کی امیدیں وابستہ ہیں وہ تو آراستہ ومزین جنت ہے جس کے آٹھ دروازے ہیں)

شہاب الخفاجی نے بھی مغنی اللبیب کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

مغنی اللبیب جنۃ ابوابہا ثمانیۃ

اما تراھا وھی "لا" تسمع فیہا لاغیۃ

ترجمہ: مغنی اللبیب تو ایک جنت ہے جس کے آٹھ دروازے ہیں، ارے دیکھو تو وہ ایک ایسی کتاب ہے جہاں کوئی بے ہودہ بات سننے میں نہیں آئے گی۔

علامہ بہاء الدین قراطی نے ان اشعار کے ذریعہ مغنی اللبیب کی مدح سرائی کی ہے۔

جلا ابن ھشام من اعادیہ لنا عروسا علیہا غیرہ الدھر لا یبنی

وابدی لاصحاب اللسان مصنفا یفدی لعین کلما حل فی اذنی

ولقبہ مغنی اللبیب فاصبحوا وما منھم الا فقیر الی المغنی

(بقیہ صفحہ ۲۱ پر)